روشن مینار
تذکرہ جمیل شاہ سبحان صفی قدس سرہ
تالیف
شاہ محمد انور علی سہیل فریدی
دار الاشاعت سبحانی، آستانہ سبحانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

اگر گیتی سراسر باز گیرد     چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

# روشن مینار

## تذکرۂ جمیل شاہ سبحان صفی قدس سرہٗ

۲۰۱۵ء

تالیف


## شیخ طریقت شاہ محمد انور علی سہیل فریدی

خانقاہ آبادانیہ فریدیہ محلہ کمان گران بدایوں شریف



ناشر

دارالاشاعت سبحانی، آستانۂ سبحانیہ

شیخن پورہ، کمہینا، لکھیم پور کھیری (یوپی)

# تاریخ وصال

## عمدۃ العارفین بابا شاہ سبحان صفی محمدی قدس سرہٗ

از

استاذ الشعراء پروفیسر سید طلحہ رضوی برقؔ نظامی چشتی داناپور کینٹ، پٹنہ (بہار)

معدن کرم شاہ سبحان صفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۵ھ

مسیحا نفس شاہ سبحان صفی قدس سرہٗ ۱۳۳۵ھ

اعجاز محمدی شاہ سبحان صفی قدس سرہٗ العزیز ۱۳۳۵ھ

از

حضرت مفتی محمد الطاف حسین رضوی

زیب آستانہ سبحانیہ شیخن پوروہ کمھینا، ضلع لکھیم پور کھیری (یوپی)

ولی بزرگ شاہ سبحان صفی قدس سرہٗ العزیز ۱۴۳۶ھ

آثار حمیدہ نہاد شاہ سبحان صفی ۱۴۳۶ھ

تذکرۂ جمیل شاہ سبحان صفی ۲۰۱۵ء

**وضاحت**

حضرت مفتی صاحب نے یہ تاریخی اعداد، گزشتہ سال اس کتاب کی طباعت واشاعت کے حوالے سے نکالے تھے لیکن کتاب اب شائع ہو رہی ہے۔

# نمی دانم چہ منزل

سرزمین ہند کی اہمیت قدیم زمانہ سے ہے۔اس ملک کو اہل جہاں جنت نشاں اور سونے کی چڑیا کہتے ہیں۔یہاں کی آب وہوا کی تعریف سن کر مختلف ممالک کے افراد تشریف لائے اور سکونت اختیار کی۔ان میں تجارت کرنے والے، راج کرنے والے، خدا کا پیغام لانے اور انسانیت کا درس دینے والے مخلص درویش خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔تجارت والے سامان تجارت لے کر آئے اور منافع حاصل کیا، راج کرنے والے تلوار لے کر آئے، جنگ لڑی اور ملک پر قبضہ کیا، مخلص درویش محبت لے کر آئے اور اخلاقیات کا درس دیا۔ان کے ہاتھ میں نہ تلوار تھی نہ ساتھ میں مال تجارت۔ان کے پاس انسانیت، امن اور شانتی تھی، دل میں محبت اور بھلائی کا جذبہ تھا۔ان کا کام دوسروں کو نفع پہنچانا تھا۔

یہ جماعت نافع الخلائق تھی۔ان کے پیش نظر رحمۃ للعالمین کا ارشاد مبارک خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ۔ (تم میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے) تھا۔وہ اس پر عمل کرتے اور مخلوق کی بھلائی میں مصروف رہتے۔یہ فقراء اور درویش ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔اگر ایک کو تکلیف پہنچتی اُس کا درد دوسرا محسوس کرتا۔یہ سلسلہ والے تھے اور جماعت کی شکل میں تھے۔ان کا تعلق مختلف سلاسل سے تھا۔بیشتر افراد سلسلہ عالیہ چشتیہ سے وابستہ تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشائخ چشت کی زبان کو چاشنی اور شیرینی عطا کی۔ انھوں نے شیریں زبان سے عوام کا دل موہ لیا۔خلقت گرویدہ ہوئی۔

ان فقرا میں ایک عظیم شخصیت درویش کامل حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں جماعت کا امیر بنایا اور ہندستان میں نائب

رسول اللہ اور ہند کا روحانی بادشاہ بنایا۔

ان مخلصین نے ہندوستان میں بھلائی، دل جوئی اور دین کی سربلندی کا بڑا کام کیا۔ کچھ افراد ایسے ہیں جن کے نام اور خدمت سے جہان والے خوب واقف ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن سے اہل جہاں کم آشنا ہیں۔ کثیر تعداد گمنامی میں ہے۔ مخلصین کی جماعت کا ہر فرد وقت کا شیخ، شیخ مصلح اور رہبر دین متین تھا۔

گمنام مشائخ میں ایک عظیم شخصیت عمدۃ العارفین بابا شاہ سبحان صفی کی ہے۔ بابا شاہ سبحان صفی کا تعلق سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ صفویہ سے ہے۔ آپ کے حالات کتب سیر میں نہیں ملتے۔ عوام الناس آپ سے ناآشنا ہے۔ احقر نے اس سلسلہ میں قدم اٹھایا ہے۔ کوشش کی ہے کہ حالات اور واقعات سے عوام وخواص واقف ہوں۔ کامیابی کہاں تک ہوئی ہے، اس کا فیصلہ قاری صاحبان کریں گے۔

اس نقطہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز بادۂ چشت سے سرشار حضرت امیر خسرو دہلوی کے نعتیہ غزل کے آدھے مصرعہ سے کیا ہے۔ پورا شعر یہ ہے۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم — بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم

احقر کی کوشش رہتی ہے کہ ان مشائخ کا تذکرہ عام کیا جائے جن سے عوام ناواقف ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تذکرہ جمیل کو قبول فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بندۂ عاصی

**محمد انور علی سہیل فریدی غفرلہٗ**

خانقاہ آبادانیہ فریدیہ محلہ کمان گران بدایوں شریف (یوپی)

جمعہ مبارک ۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۵ء/ ۹ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡد۔ سبحان تری قدرت

عاشقانِ خواجگانِ چشت را　　ازقدم تا سر نشانے دیگر است

# چراغ چشت

ہندوستان کی دھرتی بڑی خوش نصیب اور خوش قسمت ہے، اس میں سیکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں اقسام کے رنگ برنگے خوش نما خوبصورت پھول کھلے ہوئے ہیں جن کی خوشبو سے ایک جہاں معطر ہے۔ ایسے لاتعداد سایہ دار درخت ہیں جن کی ٹھنڈی چھاؤں میں مخلوق خدا آرام کرتی ہے۔ نامعلوم کتنے چراغ ہیں جن کی روشنی سے دنیا چمک رہی ہے اور ہدایت پا رہی ہے۔

یہ ساری روشنی اس روشن چراغ کی ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سراج منیر کے مبارک لقب سے کتاب ہدایت قرآن پاک میں یاد فرمایا ہے۔ اس ''سراج منیر'' سے کروڑوں چھوٹے بڑے چراغ روشن ہوئے اور نورِ ہدایت سے جہاں کو روشن کیا۔

کہیں یہ چراغ ابوحنیفہ، شافعی، مالک وحنبل کے نام سے مشہور ہوا۔ کہیں ان چراغوں کو عاشقوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی، بہاء الدین نقشبند، شیخ ابوالحسن شاذلی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ بدیع الدین قطب مدار، امام رفائی کے نام سے یاد کیا۔ اہل سلسلہ نے انھیں قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی، شاذلی، مداری، رفائی کا نام دیا۔

عاشقان اولیاء اللہ مثل پروانوں کے چراغ کے چاروں طرف جمع ہوئے، جانیں

نچھاور کیں اور خود کو ان پر قربان کیا۔ عشق ومحبت میں ادب کر ایسی شراب معرفت پی کر جہاں والوں کو بتا دیا کہ نبی کے دیوانے، اولیاء اللہ کے چاہنے والے، خدا کے حکم پر چلنے والے، مخلوق کی خدمت کرنے والے ایسے ہوتے ہیں۔

ان بڑے چراغوں میں ایک بڑا چراغ ''چراغ چشت'' سرزمین چشت پر خوش گوار، سرد فضا میں روشن ہوا۔ اس کی لو میں عجب قسم کی کشش اور چاشنی تھی کہ پروانے خود بہ خود اس کی طرف کھینچنے لگے۔ اس پر کشش خوبصورت رنگین سرخ وزرد ''لو'' کو زمانہ کی نگاہوں سے محفوظ اور دن بہ دن اس کی روشنی میں اضافہ اور تا قیامت روشن رہنے کے لیے عاشق شاعر نے دل کی گہرائی سے بارگاہ رب العزت میں یہ دعا کی۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی　　چراغ چشتیاں را روشنائی

روز ازل میں چشتی چراغ کے سپرد ہندوستان کی رہنمائی لکھی گئی کہ یہ چراغ ہند کو صحیح معنوں میں روشن کرے، اس کی تابناکی سے تاریکی دور ہو، اور یہاں کے رہنے والے باشندوں کو صراط مستقیم پر استقامت حاصل ہو۔ ان کی اَللّٰھُمَّ اِھْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ کی دعا مقبول ہو۔ وہ انعام یافتہ جماعت کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوں اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ رَضُوا عَنْہُ۔ (خدا اُن سے راضی ہوا، وہ خدا سے راضی ہوئے) ان پر صادق آئے۔

اس سرزمین پر چشتی آئے، سہروردی آئے، قادری آئے، نقشبندی وشاذلی آئے، مداری ورفاعی آئے، رسول شاہی آئے، اس کی زرخیزی اور خوش گوار آب وہوا اس قدر پسند آئی کہ جائے سکونت کے لیے اس کا انتخاب کیا اور یہاں آباد ہوئے۔ یہاں کی قدیمی تہذیب اور تمدن میں اپنے کلچر کو شامل کیا۔ اعلیٰ اخلاق وکردار سے مقامی باشندوں کو متاثر کیا۔ یہاں کے رہنے والوں نے نو وارد کو اس قدر پیار اور محبت دیا کہ پردیسی دیسی ہوئے، پرائے اپنے ہوئے، بیگانہ یگانہ ہوئے۔

اس ملن نے ایک نئی تہذیب کو جنم دیا جس میں پیار محبت، آپسی بھائی چارہ، ایک دوسرے سے ہمدردی تھی۔ اس میں خلوص اور نیت کی پاکیزگی تھی۔ اس تہذیب نے ''چراغ ہدایت'' کہے جانے والے ''چشتی چراغ'' سے روشنی اور راہ نمائی حاصل کی۔

ہندوستان میں یہ چراغ ہدایت معین الدین چشتی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس چراغ نے مینار کی شکل اختیار کی۔ یہ روشنی کا مینار اونچی چوٹی پر تھا جس کے چاروں طرف اونچ نیچ زمین تھی۔ اس کی روشنی دور تک پہنچی۔ اس کی مخلوق سے ہمدردی اور غریب پروری اس قدر مشہور ہوئی کہ عوام وخواص اس کو ''غریب نواز'' کے نام سے پکارنے لگے۔ اصلی نام کی جگہ لقب ''خواجہ غریب نواز'' زیادہ مشہور ہوا۔

پورے ہندوستان پر اس کی ولایت، سب کے دلوں پر اس کی حکومت، ہر شخص اس کا دیوانہ، وہ ہر شخص کا غم گسار اور مسیحا۔ آج بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جس کو ذرہ برابر شک اور تردد ہو وہ دار الخیر اجمیر جا کر دیکھ لے کہ اس بادشاہ عالی شان کے دربار عالی میں کیسے پروانہ وار عاشق حاضر ہوتے ہیں اور کس طرح اس کی انسانوں کے دلوں پر حکومت ہے۔

سونے کی چڑیا کہی جانے والی ہندوستان کی دھرتی چشتی ہے یہاں چشتی حکومت اور ولایت ہے، تا قیامت یہ دھرتی چشتی رہے گی اور خواجہ کی حکومت رہے گی، تصرفات جاری رہیں گے، جھولیاں بھرتی رہیں گی۔ یہ ولایت خداوند قدوس مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَام۔ کی طرف سے قاسم نعمت آقائے دو عالم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا کی ہے اور اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دینے والا اور میں اس کی نعمتوں کا باٹنے والا ہوں۔

ہندوستان کی سرزمین پر اس چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہوئے اور شمعیں

فروزاں ہوئیں، سب نے اپنے مقدر کے مطابق روشنی اور ہدایت پائی۔ مخلوق خدا کی خدمت کی اور دین متین کا پرچم بلند کیا۔ اس ملک میں سربلندی مشائخ چشت کی ہے اس لیے کہ یہاں کی ولایت چشتی اور اس کے تاجدار ''خواجہ غریب نواز'' چشتی ہیں ۔الحمد للہ رب العالمین۔

ہند کے بادشاہ دین کے وہ معین — خواجۂ دین وملت پر لاکھوں سلام

## روشنی کے مینار مشائخ چشت

خواجہ غریب نواز کی نظر کرم سے روشن چراغوں میں دو ایسے روشن چراغ بھی ہیں جن کی مثال آفتاب وماہتاب کی ہے۔ ایک چراغ نے راجستھان کی سخت پتھریلی، ریتلی زمین کو روشن کیا۔ اس نے خطرناک ناگ سانپ بچھو اور جنگلی جانوروں کے درمیان آباد شہر ''ناگور'' کو صدر مقام بنایا۔ دوسرے چراغ نے ہندوستان کے دارالسلطنت اور حکیموں دانشوروں کے شہر ''دہلی'' کو منور کیا۔ ناگور کی سرزمین پر روشن چراغ کا نام نامی اسم گرامی سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوری ہے۔

صوفی حمید الدین متوکل اور تارک الدنیا تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے التفات برائے نام ضرورت کے مطابق تھا۔ آج بھی مزار پاک سے شان فقر ظاہر ہورہی ہے اور دنیا ترک کرنے کا پیغام دیا جارہا ہے کہ فنا ہونے والی چیز میں دل لگانا بے سود اور بے کار ہے، باقی رہنے والی ذات کے ذکر میں دل کو مشغول رکھنا فائدہ مند اور سود مند ہے۔ اس تارک الدنیا فقر کے چراغ سے سیکڑوں شمعیں روشن ہوئیں۔ ان کا دائرہ زیادہ وسیع نہ ہوسکا۔ محدود حد تک اس کی روشنی نے ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔ یہ سب خداوند قدوس کی طرف سے ہے جس سے چاہے جتنا کام لے۔ بعض انبیاء سے لاکھوں لوگوں نے ہدایت پائی، بعض سے ہزاروں نے اور بعض انبیا سے اس سے بھی کم لوگوں نے ہدایت پائی۔

دار السلطنت کا وقار اور حیثیت زیادہ ہوتی ہے اسے مرکزیت حاصل ہوتی ہے، اس کی شہرت اور اہمیت زیادہ ہوتی ہے، یہاں سے بڑے پیمانہ پر کام ہوتا ہے۔ اجمیری چراغ سے روشن مرکزی چراغ نے وہ کام کیا جس سے سارا ہندوستان روشن ہوا۔ اس کو شہرت دوام ملی، اس کو عظیم وقار، عزت اور ناموری حاصل ہوئی۔ اس چراغ کا نام مبارک خواجہ قطب الدین بختیار کا کی ہے۔

اس شمع فروزاں سے دو عظیم چراغ روشن ہوئے جس کی روشنی دہلی سے نکل کر پنجاب تک پہنچی۔ اس نے دہلی سے پنجاب تک پورے علاقہ کو روشن کر دیا۔ ہر طرف اجالا تھا، اندھیرا کا نام نہ تھا۔ دہلی میں اس کا نام شیخ بدر الدین غزنوی اور پنجاب میں یہ روشن چراغ شیخ فرید الدین گنج شکر کے نام سے مشہور ہوا۔ پنجاب کی آب وہوا ہندوستان میں سب سے زیادہ خوش گوار اور صحت مند تصور کی جاتی ہے۔ یہاں کے باشندے دوسرے شہروں کی بہ نسبت زیادہ صحت مند اور تندرست ہوتے ہیں۔ پنجاب کے چراغ کی روشنی بہت دور تک پھیلی، اس نے ہندستان کے بڑے علاقہ کو روشن اور منور کیا۔ اس کی روشنی میں لاکھوں لوگوں نے صراط مستقیم پائی۔ بہت سے حوادثات آئے لیکن اس کی روشنی کم نہ ہوئی بلکہ روز بروز بڑھتی گئی۔

اگر گیتی سراسر باز گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

پنجابی روشن چراغ سے ہزاروں شمعیں اور کئی چراغ روشن ہوئے۔ انہی میں تین روشن چراغوں نے روشنی کے مینار کی شکل اختیار کی۔ ایک روشن مینار نے ہانسی شہر کو منور کیا، اس میں جمال فرید تھا۔ اس کا نام مبارک شیخ جمال الدین قطب ہانسی ہے۔ اس نے ہریانہ اور اس سے ملحق علاقہ کو اپنے جمال سے روشن کیا۔ دوسرے روشن مینار نے

گنگا کے کنارے کلیر کی نگری میں اجالا کیا۔اس کی روشنی سے گنگا کی دھرتی روشن ہوئی، اس میں جلال فرید تھا۔اس کے جلال نے گنگا کے پوتر جل میں ایمانی حرارت پیدا کی اور ایک جہاں کو فیضیاب کیا۔فیض وکرم دن بہ دن بڑھتا گیا۔خلق خدا کا آستانہ پر ہجوم ہوا۔ عاشقان اولیاء اللہ پروانے کی طرح شمع کے چاروں طرف جمع ہونے لگے۔ شراب صابری پی کر رقص کرنے لگے اور صدا دینے لگے۔

مئے وحدت کے پروانوں شراب صابری پی لو

کھلا ہے آج میخانہ علاء الدین صابر کا

اس نے صبر کے ساتھ عشق ومحبت اور خدمت خلق کا پیغام دیا۔اس کی شہرت مخدوم شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری کے نام سے ہوئی۔ عاشقوں نے اسے ''صابر پیا'' کا نام دیا۔

تیسرا مینار ہندوستان کے دل دارالسلطنت دہلی میں روشن ہوا۔اس کی چمک دمک اور ٹھنڈی روشنی میں عجب قسم کی کشش تھی، اس کی شعائیں بہت دور تک پہنچی۔ ہندوستان کے قرب وجوار میں آباد ممالک بھی اس سے منور ہوئے۔دور ونزدیک سے عقیدت مند آ کر جمع ہونے لگے۔اس کی خانقاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا، کبھی بند نہ ہوتا۔ رفتہ رفتہ یہ اللہ والوں، عاشقوں، عالموں، درویشوں، قلندروں، یتیموں، مسکینوں اور بے سہاروں کی آماج گاہ اور پناہ گاہ بن گیا۔اس مینار کے ارد گرد غیاث پور میں ایک شہر آباد ہوا۔ یہ مینار ''نظامی مینار'' کے نام سے مشہور ہوا، اور آباد علاقہ کی شہرت ''بستی حضرت نظام الدین'' کے نام سے ہوئی۔ خلق خدا اُسے خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی زری زربخش کے نام سے یاد کرتی ہے۔اسے مقام محبوبی عطا ہوا۔

ان کے شیخ نے ان کو ہندوستان کی ولایت سپرد کی اور فرمایا:

اے جہانگیر! جاؤ اور ملک ہند پر قبضہ کرو۔ (قوام العقائد)

نظامی روشن مینار سے سینکڑوں چراغ اور شمعیں روشن ہوئیں۔ ایک چراغ شائستہ تہذیب وتمدن کا گہوارہ، زبان وادب کا مرکز نوابوں کے شہر ''لکھنؤ'' میں روشن ہوا۔ اس کی روشنی سے اودھ اور قرب وجوار روشن ہوا۔ مئے وحدت سے لبریز میخانہ چشت کے ساغر ومینا سے پاکیزہ معرفت کے جام پلائے کہ سارا اودھ اس کے سرور سے مست ہوگیا، ہر طرف چشتی رنگ نظر آنے لگا۔

بہر سو جلوۂ دلدار دیدم بہر چیزے جمال یار دیدم
چو خود را بنگرم دیدم ہموں است جمال خود جمال یار دیدم

(حافظ ہندی لطافت علی شاہ شیخ پوری)

پیر ومرشد مخدوم شیخ سارنگ نے پیار میں مینا (मीना) کہا۔ اس نے معرفت کے جام پلائے۔ عاشقوں نے شاہ مینا (मिना) کہا۔ اس کو شہرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی کے نام سے ہوئی۔ اہل عرفان نے ''شاہ مینا بادشاہِ سالکاں'' کا لقب دیا۔ پورا اودھ اس کی ولایت میں۔ پورے اودھ پر اس کا تصرف، اودھیوں کے دلوں پر اس کی حکومت۔ سبحان اللہ کیا اعلیٰ مقام۔

اسی چراغ سے ایک چراغ روشن ہوا جو، ازل سے سعد تھا۔ اس کی روشنی میں خیر کی نیت سے آباد شہر ''خیر آباد'' کے باشندوں نے علم وحکمت اور دانشوری سیکھی۔ یہ مردم خیز خطہ بن گیا۔ اس روشن مینار کا نام مخدوم شیخ سعد خیر آبادی ہے۔ اس سے بھی متعدد چراغ اور اس چراغ سے سینکڑوں شمعیں روشن ہوئیں۔

ایک چراغ صفی پور اناؤ میں روشن ہوا۔ اس کی اللہ الصمد کی صدا نے عوام کے دلوں کو اپنی طرف مائل کیا۔ صدائے صمد بلند کرنے والے اس چشتی چراغ کا نام شیخ عبد الصمد عرف مخدوم صفی پوری ہے۔ یہ چراغ نعرہ اللہ الصمد سے ایک مینار بن گیا جس کی روشنی نے قرب وجوار کو روشن کیا اور گم گشتگان راہ کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔

بہت سی شمعیں اور دیے اور بھی روشن ہوئے جنھوں نے مخلوق خدا کے دلوں کو روشن کیا، دینی خدمات انجام دیں اور انسانوں کے دلوں کو جوڑا۔

ان شمعوں میں ایک شمع شاہ خادم صفی صفی پوری کی مبارک ذات ہے جن کی روشن شمع حضرت شاہ قل ھواللہ اور اس کے پروانہ شاہ سبحان صفی ہیں۔

## افغان قبائل کی آمد

ہندوستان قدیم زمانہ سے سونے کی چڑیا مشہور ہے۔ یہاں ابتدا سے ہی دوسرے ممالک کے تاجر اور باشندے تجارت اور دیگر امور کے سلسلہ میں آتے رہے ہیں۔ یہ آنا جانا برابر لگا رہا۔ ان میں کچھ افراد کو یہ ملک اتنا پسند آیا کہ یہاں سکونت اختیار کی۔ یہاں کے لوگوں میں محبت، خلوص، ہمدردی اور اپنائیت تھی، اس لیے آنے والے کو غیریت کا احساس نہ ہوا۔ آج بھی مختلف ممالک کے سرمایہ دار یہاں سرمایہ کاری کر رہے ہیں، فیکٹری لگا رہے ہیں اور تجارت کر رہے ہیں اور اچھا منافع حاصل کر رہے ہیں۔

زمانہ قدیم میں افغانستان کا ایک علاقہ ہندوستان میں تھا، باقی علاقے اس سے ملحق تھے۔ اکثر افغانیوں کا مشغلہ تجارت تھا۔ وہ مختلف اقسام کے مصالحہ جات اور خشک و تر میوے کی تجارت مختلف ممالک میں کرتے۔ افغانستان سے مختلف قبیلے ہندوستان آئے اور تجارت کی۔ ان قبائل میں کچھ ایسے تھے جو تجارت کرتے اور منافع کما کر اپنے وطن عزیز واپس چلے جاتے۔

کچھ افراد ایسے تھے جنھوں نے یہاں سکونت اختیار کی اور تجارتی مشغلہ کو جاری رکھا۔ وہ جس جگہ آباد ہوئے اپنے اسلاف کو یاد رکھا اور ان کے نام سے اپنی نو آبادی کا نام رکھا۔ مثال کے طور پر یوسف زئی، محمد زئی، احمد زئی، ایمن زئی، بابوزئی۔ رفتہ رفتہ

اس نے محلہ کی شکل اختیار کی۔ انھوں نے مقامی خاندان میں شادی بیاہ اور رشتے کیے۔ ہندوستان بڑا ملک ہے، اس کا دل بھی بڑا ہے۔ یہاں مختلف صوبے ہیں اور ہر علاقے اور صوبے کی آب وہوا دوسرے سے مختلف ہے۔ افغان قبائیلیوں کو جس علاقہ کی آب وہوا پسند اور موافق آئی، وہاں آباد ہوئے۔ اتر پردیش کے مختلف شہر اُن سے آباد ہیں بدایوں، بریلی، شاہ جہاں پور، فرخ آباد، قائم گنج اور لکھیم پور کھیری میں ان کی آبادی کثیر ہے۔ بعد کے زمانے میں انھوں نے وقت اور ضرورت کے مطابق تجارت کے علاوہ دوسرے مشاغل اختیار کیے۔ تجارت سے حاصل شدہ رقم سے زمین جائداد خریدی۔ کچھ افراد نے ملازمت کا پیشہ اختیار کیا، کچھ افراد نے فقر اختیار کیا اور زہد وعبادت کو زندگی کا نصب العین بنایا۔

انھیں فقر اختیار کرنے والے زہاد اور عباد میں ایک عظیم شخصیت مرد کامل درویش شاہ سبحان صفی ہیں۔

## شاہ سبحان صفی۔ خاندانی حالات

عمدۃ العارفین شاہ سبحان صفی کا اصلی نام محمد رستم علی ہے۔ وہ لکھیم پور کھیری کے شیخن پوروہ میں پیدا ہوئے۔ تلاش بسیار کے باوجود سال ولادت معلوم نہ ہوسکا۔ آپ کے والد کا نام ملا جنید یار خاں نقشبندی ہے۔ آپ کا تعلق افغانی پٹھانوں کے مشہور ومعروف قبیلہ یوسف زئی سے ہے۔ افغانستان میں پٹھانوں کے کثیر تعداد میں قبیلے ہیں، ہر قبیلہ اپنے جد کے نام سے مشہور ہے۔ ان کی بہادری، شجاعت بے باکی، مذہبی روا داری اور دین سے رغبت مشہور ہے۔ بیشتر قبیلے سنی حنفی اور سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور آپ کے اخلاف نے یہاں رشد وہدایت کا کافی کام کیا ہے۔ آج بھی سلسلہ نقشبندیہ کے فیوض وبرکات جاری

ہیں۔ یوسف زئی قبیلہ کے افراد مغلیہ دور میں نقل مکانی کر کے ہندوستان آئے اور یہاں بود و باش اختیار کی۔

شاہ سبحان صفی کے جد محترم اٹونجہ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ خاندانی اعتبار سے زمیندار تھے۔ آپ پانچ بھائی تھے۔ دو بھائی فوج میں اچھے عہدہ پر فائز تھے۔ ۱۸۵۷ء میں پہلی جنگ آزادی میں انگریز فوج نے اٹونجہ کے مقام پر انھیں گولی مار کر شہید کر دیا۔ ملا جنید یار خاں کے والد دو بھائیوں کے ساتھ انگریزوں کے مظالم سے بچنے کے لیے مختلف مقامات پر سکونت پذیر رہے۔ بڑے بھائی، بڑیہاط بہرائچ میں اور منجھلے بھائی مجگئیں چھبا پورہ کھیری میں آباد ہوئے۔

ملا جنید یار خاں کے والد نے شیخن پوروہ ضلع لکھیم پور کھیری میں سکونت اختیار کی۔ ملا جنید یار خاں تعلیم یافتہ معزز شخص تھے۔ ان کی خدا ترسی، دین داری اور زہد و عبادت کو دیکھ کر علاقہ والوں نے ملا کے لقب سے نوازا۔ یہ لقب اس قدر مشہور ہوا کہ نام کا جز بن گیا۔ ملا جنید زاہد شب زندہ دار اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ تھے۔ مزاج میں انکساری اور خاکساری تھی۔ بچوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دیتے تھے اس لیے کہ اچھی تعلیم سے اچھی تربیت ہوتی ہے اور اچھی تربیت سے صاف ستھرا صحت مند معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ آپ نے بچوں کی تعلیم کے واسطے گھر پر مکتب قائم کیا اور تعلیمی سلسلہ کا آغاز کیا۔ قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ طلباء کو فارسی اور دینی کتب کی تعلیم دیتے۔ تمام علوم میں قرآن پاک کی تعلیم سب سے اعلیٰ ہے۔ اس کے معلم و متعلم کا شمار اخیار میں ہوتا ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن پاک پڑھے اور پڑھائے۔

شاہ سبحان صفی نے قرآن مجید، دینیات اور فارسی کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔

ملا جنید یار خاں کے تین صاحبزادے تھے:

(۱) محمد رستم علی المعروف بہ شاہ سبحان صفی

(۲) رمضان علی المعروف بہ محمدی شاہ (۳) خدا بخش

رستم علی بچپن سے نیک اور سعید تھے۔ آثارِ سعادت پیشانی سے ظاہر تھے۔ نیک بچپن سے نیک ہوتا ہے۔ اَلسَّعِیْدُ سَعَدَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ۔ ہونہار بردان کے ہووت چکنے پات۔ بچپن سے طبیعت تصوف کی طرف مائل تھی۔ آپ کی سعادت اور تصوفانہ مزاج دیکھ کر اہل دل کہتے تھے کہ یہ بچہ صاحب ولایت ہوگا۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی نے اپنی مشہور تصنیف گلستاں میں کیا خوب کہا ہے ؎

بالائے سرش زِ ہوش مندی　　　می تافت ستارۂ سر بلندی

## بیعت وخلافت

مدرسہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد شیخ کامل کی تلاش میں گھر کو خیرباد کہا۔ شیخن پورہ سے بارہ بنکی گئے اور محلہ رسول پور نواب گنج بارہ بنکی میں وقت کے مشہور درویش سلطان العارفین بندگی مخدوم شاہ عبدالغفور قل ہو اللہ شاہ محمدی صفوی چرم پوش محبوب یزدانی سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ مینائیہ میں بیعت ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کرنے اور سلوک کی راہ طے کرنے میں مشغول ہوئے۔

حضرت قل ہو اللہ شاہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ مینائیہ صفویہ کے مشہور شیخ طریقت عارف باللہ حضرت شاہ خادم صفی پوری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کا وصال ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۰۶ء کو ۹۰ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کے پچاس خلفا تھے۔ ان خلفا میں شاہ عارف صفی اور شاہ سبحان صفی کو کافی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔

محمد رستم علی نے شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر مجاہدے کیے، ریاضتیں کیں اور راہ سلوک طے کیا۔ رات دن خانقاہ میں رہتے اور شیخ کی خدمت گزاری کرتے۔ سلوک کی تکمیل کے بعد مرشد برحق نے اجازت وخلافت عطا فرمائی اور ''شاہ سبحان صفی'' کا معزز لقب عطا فرمایا۔ اب جناب رستم علی شاہ سبحان صفی ہو گئے۔ پیر و مرشد کا عطا کردہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ لوگ رستم علی نام بھول گئے اور شاہ سبحان صفی سب کی زبانوں پر جاری ہو گیا۔ خلافت حاصل ہونے کے بعد آپ کی دنیا کی طرف رغبت کم ہوئی۔ خاندانی جائیداد اور اثاثہ کو خیر باد کہا، فقر اختیار کیا، لوگوں کی بھلائی اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔ شیخ کے حکم سے بارہ بنکی سے ہجرت کی اور قصبہ بسواں ضلع سیتاپور آئے اور جناتی مسجد میں متوکلا رہنے لگے اور دینی فلاحی کام میں مصروف ہوئے۔

آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا، مزاج میں عاجزی اور انکساری تھی۔ شہرت سے دور رہے اور گوشہ نشینی کو پسند کیا۔

## القاب

بحر اسرار، شیخ الاصفیاء، عمدۃ العارفین، منہاج السالکین اور بابا صاحب آپ کے القاب ہیں۔ عوام میں شاہ صاحب، کھلیان والے بابا صاحب اور سبحان شاہ بابا کے نام سے مشہور ہیں۔

## صاحب کشف وکرامت

آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں۔ زندگی میں خود کو ظاہر نہ کیا اور کرامت سے پرہیز کیا۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ عشق اور مشک کی خوشبو چھپتی نہیں ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ آپ سے کرامت کا اظہار ہوا۔ ایک کرامت تذکرۃً لکھی جاتی ہے۔

حاجی اعظم علی مرحوم جناب ممتاز علی مرحوم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ۱۸،۱۷، افراد پر مشتمل ایک قافلہ تجارت کے لیے محکمہ جنگلات کے افسران سے لکڑی خریدنے کے لیے گیا۔شاہ سبحان صفی قافلہ کے ہمراہ تھے۔جب قافلہ مہی پوروہ بہرائچ کے قریب جنگل میں پہنچا کہ ایک شیر نظر آیا۔لوگوں کی حالت شیر کو دیکھ غیر ہوئی۔اہل قافلہ کی نگاہیں شاہ صاحب کی طرف دیکھنے لگیں۔شیر دہاڑتا ہوا آیا،عنقریب تھا کہ حملہ کردے۔اسی اثناء شاہ صاحب اپنے پیرومرشد قل ھواللہ شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فریاد کی''یا شیخ! کیا شیر حملہ کرہی دے گا''اتنا کہنا تھا کہ شیر چلا گیا اور اہل قافلہ محفوظ رہے۔

## ذوق سماع

چشتی حضرات میں ذوق سماع فطری ہے۔مشائخ چشت اہل بہشت کے یہاں سماع کی بڑی اہمیت ہے۔وہ اس کو سلوک طے کرنے میں معاون ومددگار تصور کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ سماع سے منازل سلوک طے ہوتی ہیں اور اس سے عشق پیدا ہوتا ہے اور خدا تک پہنچنے کے لیے عشق ضروری ہے۔سماع سے ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیرومرشد شیخ شیوخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کی خدمت میں پاک پتن شریف حاضر تھا۔ایک دن شیخ پر کیفیت طاری ہوئی۔عجب حال تھا کہ کبھی زمین پر سر رکھتے،کبھی گریہ کرتے اور کبھی وجد فرماتے۔یہ ضعیف حاضر خدمت تھا۔مجھ ضعیف سے فرمایا:

''نظام الدین بداونی! کیا چاہتے ہو؟ مانگو!''میں نے دین پر استقامت چاہی آپ نے دعا کی۔شیخ کے وصال کے بعد مجھے استقامت نصیب ہوئی۔آپ محفل میں اس واقعہ کا ذکر کرتے اور افسوس کرتے اور کہتے کہ میں نے یہ کیوں نہیں چاہا کہ میری موت سماع میں ہو۔سماع میں کیا حاصل ہوتا ہے اور اس سے کس مقام تک رسائی ہوتی

ہے، یہ اہل سماع ہی جانتے ہیں اس لیے کہ شراب کا مزا پینے میں ہے نہ کہ دیکھنے میں۔

ذوق ایں بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں، راہ سلوک پر چلنے والے منزلیں طے کرتے ہیں۔ فقہا نے سماع کی حرمت لہو ولہب کی وجہ سے کی ہے۔ اہل اللہ کے قلوب لہو ولہب سے پاک اور عشق حقیقی سے سرشار ہوتے ہیں۔ احقر نے ''جہان تصوف'' میں سماع پر مستقل باب لکھا ہے جس میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی ہے، یہ قابل مطالعہ ہے، اس سے شائقین سماع کو سرور حاصل ہوگا اور معترضین کا ذہن صاف ہوگا۔

شاہ سبحان صفی کو ذوق سماع تھا۔ اکثر سماع کے دوران صوفیانہ کیفیت طاری ہوتی اور وجد میں آجاتے۔ سماع کے دوران گریہ طاری ہوتا، آنکھیں اشکبار ہوتیں اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

## خدمت خلق

آپ تاحیات صوفیانہ روش پر قائم رہے۔ سب کی دل جوئی کی، کسی کا دل نہ دکھایا۔ ہر نو وارد سے حسن اخلاق سے پیش آتے۔ اہل تصوف دل دکھانے کو گناہ عظیم تصور کرتے ہیں، وہ دلوں کو جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور اِس کارِ عظیم میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ وہ اس کی تعلیم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شکستہ دل کے جوڑنے کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

آپ خانقاہ میں بیٹھ کر خلق خدا کی خدمت میں مشغول رہتے۔ سلسلہ کی نشر و اشاعت کا بھی خیال رکھتے۔ اکثر مریض دعا تعویذ کے لیے آتے، ان کے لیے

مناسب ترکیب کرتے ،انھیں تعویذ عنایت کرتے اور دعا کرتے۔ اللہ کے حکم سے مریضوں کو شفا ہوتی۔ جن بھوت آسیب سے نجات ملتی۔ ہر ماہ چاند کی ۲۱، تاریخ کو مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نیاز کراتے۔

## ذوقِ سخن

حضرت شاہ سبحان صفیؔ کو فطری طور پر شعری ذوق سخن حاصل تھا۔ آپ کی شاعری عشقیہ ہے۔ انسان کے مزاج میں فطری طور سے عشق کی آمیزش ہے۔ عشق میں عاشق محبوب سے پیار کرتا ہے۔ کبھی شکایت کرتا ہے۔ اُس کی شکایت میں عشق کی غمازی ہوتی ہے۔ شاہ سبحان صفیؔ کی شاعری ہندی بھاشا کی اودھی زبان میں ہے۔ ان میں مختلف رنگ ہیں۔ کہیں نصیحت ہے، کہیں تعلیم ہے، کہیں آپ بیتی ہے، کہیں ہجر ہے کہیں وصال کے اشعار ہیں۔ اس مختلف رنگ میں ایک رنگ بھکتی کا بھی ہے، یہ گیت کی شکل میں ہے۔

ہندی زبان میں بھکتی گیت کی مشہور شاعرہ میرا بائی میرؔا ہے۔ میرا بائی ۱۴۹۸ء میں راجستھان میں پیدا ہوئی اور ۱۵۴۷ء میں اس کا انتقال ہوا۔ وہ بندرابا سی مدھر شیام کی بھکت تھی۔ اس نے اپنے پیا شیام کی یاد اور ان کے عشق میں گیت کہے ہیں۔ ان میں پیار کی باتیں بھی ہیں اور شکایت بھی۔ اس میں ہجر اور وصل دونوں ہیں۔

مثال کے طور پر میرا بائی ایک گیت میں شیام سے کہتی ہے:

اے شیام! میں تمہاری داسی (غلام) ہوگئی ہوں۔ تم میرا دکھ سن لو! میں تمہارے درشن کے لیے بے چین ہوں۔ مجھے غم ہجر نے گھیر لیا ہے۔ میں تمہاری یاد میں نگر نگر ڈگر ڈگر بھٹک رہی ہوں اور جوگن ہوگئی ہوں۔

करुणा सुणौ शयाम मेरी मै तो होए रही चेरी तेरी।

दरसण कारण भई बावरी बिरह बिथा तन घेरी।

तेरे कारण जोगण डूंगी नग्र बिच फेरी।

कुंज बन हेरी हेरी।

ایک دوسرے گیت میں اپنی سکھیوں (ساتھیوں) سے کہتی ہے کہ میرے من موہن شیام نہیں آئے۔ میں نے سنتوں (فقیر درویشوں) کی خدمت کی ہے۔ میں کیسے کہوں کہ شیام مجھے بھول گئے؟ میں کیا کروں کہاں جاؤں؟ مجھے تنہائی ستا رہی ہے۔ میرا اداسی درشن کے لیے بے چین ہے، اس کا دل یادِ خدا سے معمور ہے۔

मेरे मन मोहना, आयो नही सखी री ।

कै कंहु काज किया संतन का, कै कहुं गौल भुलावन ।

कहा करुं कित जांऊ मेरी सजनी लग्यो है बिरह सतावन ।

मीरा दासी दरशण प्यासी हरिचरणे चित लावन ।

شاہ سبحان صفی نے بھکتی کے گیت فنافی الشیخ کی منزل سے کہے ہیں۔ انھوں نے اپنے محبوب مرشد کو "شیام" سے مخاطب کیا ہے۔ بادۂ عشق سے سرشار عشقیہ اشعار میں گلہ شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اے شیام پیا میں تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں۔ تمہارا روز آنا جانا ہوتا ہے۔ تم ہماری نگری میں نہیں آتے، سوتن کے گھر آتے ہو۔ ہماری نگری کیوں سونی پڑی ہے؟ کیا خطا ہوئی ہے، کیا ہم من سے اتر گئے ہیں؟ میں تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں تم کب آوٗ گے، سبحان صفی کی نگری کب آباد ہوگی؟

आवो श्याम मैं हयारों तोरी डगरी

नित अवत चले जात हैं सूनी किहौ हमार पिया नगरी

सवातन के घर अवत जात हैं हमका किहौ पिया मन उतरी

आवो श्याम मैं हयारों तो डगरी

इतनी अर्ज करत सुब्हान सफी कबहुँ हुइ हैं आबाद या नगरी

आबो श्याम मैं ह्यारों तोरी डगरी

عشق میں محبوب محبّ سے من کی بات کہتا ہے، کبھی خفا ہوتا ہے اور کبھی راضی ہوتا ہے۔شاہ سبحان صفی دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اے میرے شیام پیا میں تمہاری دیوانی ہوں تمہاری بے رخی نے میرے گلے میں مایوسی اور دکھ کی مالا ڈال دی ہے۔اس غم میں میرے سولہ سنگھار بکھر گئے ہیں۔ سنگھار کرنا بھول گئی۔تمہاری صورت آٹھوں پہر نہیں بھولتی، میرے من میں ہر وقت سمائے رہتے ہیں۔

اپنے شیخ و مربی قل ھو اللہ شاہ کی طرف رجوع ہو کر کہتے ہیں۔سبحان صفی اپنے محبوب پیا قل ھو اللہ شاہ سے عرض کرتا ہے۔اسے گلے لگائیے، اس کے گلے میں غموں کا ہار ہے۔آپ کے گلے لگانے سے غم دور ہو جائیں گے۔

मोरे गरे डाखे हर कहरवा

बिसुर गए मोरे सौलहव सिंगखा

तुम्हारी सूरत श्याम मोहे नाहिं बिसुरय

छन- छिन व पल-पल ओहों पहरवा

कहीत सुब्हान सफी अपने सफी सो

शाह कुलहुवल्लाह लगायौ गरे गरवा

मोरे गरे डरवे हर कहरवा

راہ طریقت بغیر کسی رہبر کے طے نہیں ہوتی۔اس راہ میں رہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔اس راستہ کا رہبر شیخ طریقت پیر و مرشد ہوتا ہے جس سے گرو گیان حاصل ہوتا

ہے۔اس کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک شعر میں اس طرف اشارہ کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ

اے دنیا والو! بنا گروگیان کے بھٹک رہے ہو! تم نماز روزہ رکھتے ہو، تسبیح پڑھتے ہو لیکن تمہارا دل دنیا میں لگا ہوا ہے، تم نفسانی خواہشات میں مبتلا ہو۔ کیسے عبادت گزار ہو تمہاری روح بھٹک رہی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارا کوئی رہبر گرو پیر نہیں جس سے گروگیان حاصل کرو۔سلوک طے کرنے کے لیے شیخ کامل سے وابستگی ضروری ہے۔

बिना गुरु ज्ञान फिरौ तुम भटकी
रोज़ा रक्खेव नमाज़ गुज़ारेव दिन भर फेरेव तस्बीह
रुह तुमहारी भूख म लागी कैसे भयो तुम कसबी
बिना गुरु ज्ञान फिरौ तुम भटकी

ایک شعر میں نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

تم اپنے آنکھ اور کان کو بس میں نہ کر سکے، اس پر قابو نہ پا سکے۔آنکھ کو برا دیکھنے اور کان کو برا سننے سے روک نہ سکے، یہ دونوں برائی کی جڑ ہیں۔اس سے دل گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔نفس امارہ انسان کو برے کام کی طرف مائل کرتی ہے۔تم اس کو قابو میں نہ کر سکے، اس وجہ سے بھٹک رہے ہو۔تم نے دنیاوی کاروبار خوب کیا، اس میں دل لگایا، مال وزر جمع کیا، خواہشات کو پورا کیا اور پیٹ کی ٹنکی بھر لی۔دنیا سب کے ساتھ ہے۔یاد رکھو!

بنا شیخ کی رہبری اور اس کی تعلیم پر عمل کیے یعنی بنا گروگیان کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

आँख, कान कैद न किहौ ई हैं सबकी भटकी
काया जोग खूब बढ़ाया पेट म हैं सेवे तनकी
बिना गुरु ज्ञान फिरौ तुम भटकी

ایک شعر میں فقراء درویش کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

یہ صوفی سنت فقیر درویش معرفت کا خزانہ ہیں اور خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ تم نے ان سے علم معرفت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ رات دن ان کے ساتھ رہے کچھ حاصل نہ کر سکے۔ سبحان صفی کو کوئی فکر اور غم نہیں، اس کے مرشد اس کے مددگار ہیں۔ تم بھی کسی شیخ کے مرید ہو جاؤ اور اس کی صحبت میں رہ کر گروگیان حاصل کرو، ورنہ بھٹکتے رہو گے۔

सात संत की निंदिया सोयव ई हैं सबकी खिरकी
काहैं सुब्हान सफी हमैं कोइ सोंच नाहिं हमरे पिया हैं मदती
बिना गुरु ज्ञान फिरौ मुम भटकी

دین میں آخرت کو بہتر بنانے کے لیے دنیا میں نیک کام کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ دنیا کو آخرت کی کھیتی کہا گیا ہے: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔ کھیت میں محنت کرنے سے اچھی فصل اور خوب منافع ہوتا ہے ورنہ اس کے برعکس۔

شاہ سبحان صفی خود کو نصیحت کرتے ہوئے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ

ہم نے کھیت میں ہل چلایا، اس میں کھاد پانی ڈالا لیکن اصل کام کی طرف دھیان نہ دیا۔ دنیا میں خوب دل لگایا، آخرت کی فکر نہ کی۔ اگر ہم اپنے دل میں چھپے دشمن کو مار دیتے یعنی نفس پر غلبہ پا لیتے تو صحیح معنوں میں ہماری عبادت اور ریاضت قابل قبول ہوتی اور ہم کامیابی سے ہم کنار ہوتے۔

सांई दाता हमहूँ किहन खेती
घन घन जोत बांव न राखेव हर से राखेब होती
मन का बैरी मन मे मोरो तब बन जाए तुम्हार खेती

طریقت کی راہ پر چلنے اور منازل سلوک طے کرنے کے لیے دل کو فاسد خیالات

سے پاک رکھنا ضروری ہے۔ تصوف میں پاکیزگی شرط ہے۔ بنا خلوص اور پاکیزگی کے عبادت کرنے والا شخص کولہو کے بیل کی مانند ہے جو، رات دن کام میں لگا رہتا ہے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پہلے دل میں پاکیزگی اور خلوص پیدا کرو، اس کے بعد یکسو ہوکر خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو۔ حدیث شریف میں ہے: اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیات۔ عمل کی مقبولیت نیت کی پاکیزگی پر ہے۔

یہاں شاعر نے فاسد خیال کو دوب گھاس سے تشبیہ دی ہے۔

ज्ञान-ध्यान के बैल बने हैं खेत जुतियव निरयानी

दुबिधा दूब वाहर करौ ब्वाओ नाम की धानी

تعلیمات تصوف میں نفی اثبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ کے ذکر کی بڑی اہمیت ہے۔ حدیث مبارک میں اس کو تمام ذکر میں افضل فرمایا گیا ہے: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ جب سالک راہ سلوک میں قدم رکھتا ہے اور نفی اثبات کا ذکر کرتا ہے تو، اس کے دل کی ظلمت دور ہوتی ہے، قلب نورانی ہوتا ہے، منازل سلوک طے ہوتی ہیں۔ شاہ سبحان صفی ذکر اللہ کی برکت، فضیلت اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے اپنا عمل بتاتے ہیں کہ

ہم نے لَا اِلٰہَ یعنی نفی کے ذکر سے دنیاوی خواہشات کی نفی کی، دل کو وسوسہ سے پاک کیا۔ اس کے بعد اِلَّا اللّٰہ۔ یعنی اثبات کی ضرب لگائی، اس کی برکت سے دل کے اندر چھپے سارے ہیرے موتی باہر آئے اور لطائف سے انوار الٰہی کا ظہور ہوا۔

یہ شعر تصوف میں ذکر کی فضیلت کی ترجمانی کرتا ہے۔

ला-इलाह, कर दिया म्यायी इल्लल्ला कर लिया जमाई

तरे का बीज ऊपर सब हुइगा उपजत हीरा मोती

بارش کو اللہ کی رحمت سے تشبیہ دی جاتی ہے، اس کو باران رحمت کہا گیا ہے۔ باران رحمت پر صوفیانہ انداز میں خیالات کا اظہار اودھی بھاشا میں کیا ہے فرماتے ہیں:

کہ مغرب سے رحمت کے بادل اٹھے، خوب برسے، کھیت سیراب ہوئے، دانشور کسانوں نے کھیت میں مینڈھ بنائی تاکہ پانی کھیت میں رہے اور بہہ نہ جائے۔

पश्चिम दिश से उठी बादरी छम छम वरसय पानी
ज्ञानी अपनी मेंड चढ़ायेव बहि न जाय यू पानी

شاہ سبحان صفی نے ناصحانہ اشعار بھی کہے ہیں۔ ان میں صوفیانہ رنگ ہے اور شریعت کی تعلیم ہے۔ وہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

شکل وصورت کی حفاظت کرو، ایسا نہ ہو کہ شیطان حملہ کردے اور ساری عبادت رائیگاں جائے اس کی حفاظت ضروری ہے۔ شریعت کی پابندی کرو، صبغت اللہ کا رنگ قائم رہے۔ صِبۡغَةُ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً۔ اے طالبان راہ طریقت! کاشت کار کھیت میں بیج بوتا ہے، اس میں پانی کھاد ڈالتا ہے، فصل تیار ہوتی ہے، دونی (دوائی) کر کے دانہ نکالتا ہے، صفائی کرتا ہے، اس کے بعد گھر لاتا ہے۔ اتنی محنت کے بعد اسے اناج ملتا ہے۔ اے راہ روان راہ طریقت! خوش عقیدہ اور صحیح العقیدہ رہو، دل کو شیطانی وسوسہ خیالات اور نفسانی خواہشات سے پاک رکھو، عبادت ریاضت کرو! تب سلوک طے ہوگا، عرفان حاصل ہوگا اور اللہ کی رضا نصیب ہوگی۔ فرماتے ہیں

सुरत-निरत कि कर रखवारी चुनन जाए न धानी
काट- मींज के घेरे लिआवत तबहिन पूर किसानी

ایک شعر میں خود کو کہتے ہیں کہ اے سبحان صفی! تم گھر میں کیوں بیٹھے ہو؟ اندر باہر چاروں طرف روشنی پھیلی ہوئی ہے، سارے جگ میں اجالا ہے، تمہارے شیخ قل ھو اللہ شاہ سارے عالم میں چھائے ہوئے ہیں۔ ہر طرف ان کا تصرف اور بول بالا ہے

काहे सुब्हान सफी बैठ घर-भीतर देख पेरे जग जोती
शाह कुलहुवल्लाह कुल म समाने उन हिन नाम क खेती

साँई दाता हम हूँ किहन खेती

## رنگ

شاہ سبحان صفی چشتی نظامی ہیں انھوں نے چشتی رنگ میں فنافی الشیخ ہوکر یہ شعر کہا ہے۔ مشائخ چشت کے اعراس مقدسہ میں قل کے وقت فاتحہ خوانی کے بعد سماع کی محفل ہوتی ہے، اس میں سب سے پہلے ''رنگ'' ہوتا ہے۔ قوال صاحبان طوطی ہند حضرت امیر خسرو کا لکھا ''رنگ'' خاص انداز میں پڑھتے ہیں، اس میں عجیب کیفیت کشش اور روحانیت ہوتی ہے۔ حاضرین عرس اس کو محسوس کرتے ہیں، اس سے محظوظ ہوتے ہیں اور چشتی رنگ میں رنگ کر وجد کرتے ہیں۔ رنگ کے یہ اشعار مشہور ہیں

جگت اجیارو نظام الدین اولیا    مورے پیر پایو نظام الدین اولیا

نظام الدین اولیا علاء الدین اولیا    علاء الدین اولیا جمال الدین اولیا

جمال الدین اولیا فرید الدین اولیا    فریدالدین اولیا قطب الدین اولیا

قطب الدین اولیا معین الدین اولیا    معین اولیاء اولیا جگت اجیارو

## وصال

وصال سے قبل گانجر علاقہ اور شیخن پورہ بستی میں وبائی بیماری پھیلی روزانہ ۵،۶، افراد لقمہ اجل بن جاتے۔ چاروں طرف ہاہا کار مچی ہوئی تھی، عجب پریشانی کا عالم تھا، رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے تھے۔ پریشانی کے عالم میں اہل علاقہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لیے عرض کیا۔ آپ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی اور فرمایا ''میں جاتا ہوں ان شاء اللہ آج سے وبا نہ آئے گی'' بحمدہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت میں یہ علاقہ وبا سے محفوظ ہوا۔ آج بھی محفوظ ہے۔

آپ کا وصال ۱۳۴۵ھ میں شیخن پوروہ لکھیم پور کھیری یوپی میں ہوا۔ آستانہ عالیہ مرجع خلائق ہے۔ ہر سال عرس مبارک ہوتا ہے۔ آپ کے وصال کے بعد بڑے صاحبزادہ حکیم صوفی محمد یار صفوی سجادہ نشین ہوئے۔ حکیم صاحب کے بعد مہدی حسن صفوی و ظہیر الحسن صاحبان نے یہ خدمت انجام دی۔ آج سجادگی کے فرائض حضرت مفتی الطاف حسین رضوی انجام دے رہے ہیں۔

اے خداوندا طفیل حضرت سبحان صفی
معرفت کے نور سے پر نور کر سینہ مرا

## خلفاء

آپ کے خلفا کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ صرف ایک خلیفہ کا پتہ چلتا ہے جن کا نام مستان شاہ ہے۔ ان کے حالات و واقعات دستیاب نہیں۔ اگر کسی صاحب کو معلوم ہوں، براہ کرم آگاہ کریں۔

## ہم عصر علماء مشائخ

(۱) حضرت بیدم شاہ وارثی (۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی (۳) حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی (۴) شاہ شمشاد صفی (۵) شاہ محراب صفی (۶) شاہ دلاور صفی (۷) شاہ حفیظ الرحمٰن لطیفی رحمٰن پوری (۸) شاہ مشہود صفی آپ کے ہم عصر ہیں۔

## اولاد

حضرت شاہ سبحان صفی کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔

(۱) بڑے صاحبزادہ حکیم صوفی محمد یار صفوی

(۲) چھوٹے صاحبزادہ جناب احمد یار صفوی عرف کالے

(۳) صاحبزادی مٹھن بی

# حکیم صوفی محمد یار صفوی

آپ شاہ سبحان صفی کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔آپ کا نام محمد یار ہے۔تلاش بسیار کے بعد صحیح سال ولادت معلوم نہ ہوسکا۔دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔اعلی تعلیم کے لیے علم وادب کے شہر لکھنؤ گئے۔دیگر علوم کے ساتھ طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔وطن آکر مزید کتب طب پڑھیں اور مہارت حاصل کی۔رزق حلال کے لیے اس کو پسند کیا اور مطب کھولا۔طبیب حاذق تھے۔اللہ تعالیٰ نے ہاتھ میں شفا عطا فرمائی تھی۔نمازِ اشراق سے فارغ ہوکر مطب شروع کرتے اور ظہر تک مریضوں کی خدمت میں مشغول رہتے۔دونوں ہاتھ سے نبض دیکھتے اور نسخہ لکھتے۔

صوفیانہ مزاج تھا۔بچپن میں حضرت قل ھواللہ شاہ سے بیعت ہوئے۔شیخ کے وصال کے حضرت شاہ شمشاد صفی سجادہ شیخ کی خدمت میں رہے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔شاہ شمشاد صفی نے اجازت وخلافت عطا کی اور خانقاہی دستور کے مطابق مشائخ کی موجودگی میں خرقہ پوشی کی، دستار بندی کی اور حضرت شاہ سبحان صفی کا نائب وجانشین بنایا۔اس مبارک موقع پر شاہ دلاور صفی سیتاپوری مہمان خصوصی تھے۔

اجازت وخلافت کے بعد خانقاہی فلاحی کاموں میں مشغول ہوئے۔خانقاہ کی ساری ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر تھی جس کو تاحیات بحسن وخوبی نبھایا۔ہر ماہ چاند کی ۲۱ تاریخ کو مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نیاز کراتے۔اس کے علاوہ ۱۱ ربیع الآخر کو گیارہویں شریف، یکم تا ۱۲، ربیع الاول محفل میلاد النبی، یکم تا دس محرم محفل

شہدائے کربلا، ۲۷ رجب کو جشن معراج النبی، ۶ رجب کو عرس خواجہ غریب نواز، ۲۷ رمضان المبارک کو جشن نزول قرآن اور ۲ شعبان کو جشن امام ابو حنیفہ کا اہتمام کرتے۔

آپ کا اخلاق و کردار اعلیٰ تھا۔ صاحب زہد و تقویٰ امانت دار تھے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ صحیح معنوں میں والد کے جانشین تھے۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔ کے مصداق تھے۔ شعری ذوق رکھتے تھے، ہندی اردو دونوں زبان میں شاعری کرتے تھے۔ یاور تخلص تھا۔ افسوس کہ اشعار کا مجموعہ سیلاب کی نذر ہو گیا۔

عمر کے اخیر حصہ میں طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی، بیماری بڑھتی گئی۔ اسی عالم میں چاشت کے وقت ۱۳۶۶ھ میں انتقال ہوا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

## اولاد امجاد

آپ کے چار صاحبزادے، ایک صاحبزدی تھیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) مقبول حسن (۲) مہدی حسن (۳) امیر حسن (۴) ضمیر حسن (۵) امتیاز بانو

جناب مہدی حسن کے صاحب زادہ جناب ظہیر الحسن ابھی ۶ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ/ ۸، ستمبر ۲۰۱۶ء کو بروز جمعرات بعد نمازِ مغرب انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نمازِ جمعہ آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے مفتی محمد الطاف حسین رضوی نے نمازِ جنازہ پڑھائی جو کہ آج کل سجادہ نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو نافع الخلائق بنائے۔ آمین

حضرت شاہ علی احمد معروف بہ داتا میاں ساکن قصبہ کھیری، پیر جی عبد الرشید پانی پتی، شاہ مقبول انور قلندر خیر آبادی اور گلزار شاہ ساکن بسواں سیتاپور آپ کے ہم عصر مشاہرین ہیں۔

# منقبة شريف

فی مدح الشیخ الکامل سبحان الصفی المحمدی رحمة الله تعالیٰ علیه

الاعداد من محمد معین الدین خان البرکاتی

الاستاذ بالجامعة الرضویه منظراسلام -بریلی شریفة

احسن التحمید للواحد الفرد القدم

والصلوٰة والسلام علی من ذی الکرم

وعلیٰ اولاده وصحبه ذی المنن

وجمیع الاولیاء الکرام المحتشم

صاحب العرفان من اولیاء الکرام

نال علیا رتبة من جاد جود الاقدم

راشد الاقوام سبحان ذوالفضل الکرم

صرت من ذی قل هو اللّٰه مینار العلم

شیخکم عبدالغفور مناقبه اجل

نلت منه المجد والشرف من سلوك النقم

ان سبحان الصفی مرشد فی امة

فی شرع وفی طریق قضی طول الهمم

ذوکرامات وذو اختیارات نعم

صیتك فی الشرق والغرب یا فیض العمم

من رجال اللّٰه مازال انت المهتدی

ضاء من آثارك الیوم انوار النجم

خلفكم علامة الدهر الطاف التقى
يجعل الله له فى المال المبتسم

ظلمة الاعداء ضاقت علينا ارضنا
يا رجال الغيب انتم مناصير الامم

حبذا بركاتىّ حبذا اكواسكم
لو سعدت الفضل هذا من الله الحتم

**الملاحظة**

هذه الابيات من بحر مديد وهو مجزووجوبا ولكن ابقيت اركانه سالما كاملا ومضيت على اركانه وقرضت هذه الابيات باشارة الاخ فى الدين المفتى الطاف حسين مدظله فى مدح الشيخ الكامل سبحان الصفى المحمدى رحمة الله تعالىٰ عليه من سكان قرية شيخن فورره من مضافات لكيم فوركيرى يوفى- الهند

# منقبت

مرہم زخم دلاں یا حضرت سبحاں صفی
راحت و تسکین جاں یا حضرت سبحاں صفی

عارف باللہ اور مردِ خدا روشن ضمیر
واقف سرِ نہاں یا حضرت سبحاں صفی

تیرا رتبہ کیا کوئی سمجھے، ہے جب سائل ترا
بہتر از جملہ شہاں یا حضرت سبحاں صفی

وہ ترا دربارِ عالی ہے کہ رہتا ہے جہاں
فیض کا دریا رواں یا حضرت سبحاں صفی

کون ہے جو کان دھر کے داستانِ غم سنے
ما سوا تیرے یہاں یا حضرت سبحاں صفی

یاد تیری آ گئی رنج و الم کے درمیاں
لے کے پیغامِ اماں یا حضرت سبحاں صفی

جو پریشاں ہو مصائب سے وہ حیرتؔ یہ کرے
بس رکھے وردِ زباں یا حضرت سبحاں صفی

از
شہباز حیرتؔ چشتی کھیروی

# منقبت

مونس و غمخوار توئی ملجا و ماویٰ توئی ما گدا ام تو گدا پرور، سخی داتا توئی
راہبر تو شاہ تو، محسن توئی، آقا توئی بے شبہ در دین و دنیا دستگیر ما توئی

کن شہا بر حال زارم مہر کی بس یک نگاہ
قل ھو اللہ شہ کے پیارے حضرت سبحان شاہ

واقف اسرارِ قدرت عبد مقبولِ خدا اختر برج ولایت عاشق خیر الوریٰ
ماہتاب علم و حکمت پر تو مشکل کشا صاحب کشف و کرامت مظہر خواجہ پیا

کن شہا بر حال زارم مہر کی بس یک نگاہ
قل ھو اللہ شہ کے پیارے حضرت سبحان شاہ

ہو رہا دل پر مسلسل فکر غم کا وار ہے ہر طرف سے تیر ہائے رنج کی بوچھار ہے
کلفت ہستی کا اِس ننھے سے دل پر بار ہے گردشِ دوراں کے باعث زندگی دشوار ہے

کن شہا بر حال زارم مہر کی بس یک نگاہ
قل ھو اللہ شہ کے پیارے حضرت سبحان شاہ

صاحب صدق و صفا اے بندۂ شاہِ زمن یک نگاہ لطف ہو جائے برائے پنجتن
خوب حیرتؔ کا نمایاں ہو جہاں میں علم و فن ہو فزوں زورِ قلم علم و عمل، طورِ سخن

کن شہا بر حال زارم مہر کی بس یک نگاہ
قل ھو اللہ شہ کے پیارے حضرت سبحان شاہ

از شہباز حیرتؔ چشتی کھیروی

# منقبت

صاحب کشف و کرامات ہیں سبحان صفی
مرکزِ لطف و عنایات ہیں سبحان صفی

آفتیں گردشِ دوراں کی مجھے کیوں چھیڑیں
جب مرے دافعِ آفات ہیں سبحان صفی

راہ عرفان و تصوف ہے منور جن سے
نور و نکہت کی وہ برسات ہیں سبحان صفی

رشک کرتی ہے ستاروں کی چمک بھی ان پر
تیری چوکھٹ کے جو ذرّات ہیں سبحان صفی

گلشن دہر کی رنگین ادا کیا دیکھوں
نقش جب آنکھوں میں دن رات ہیں سبحان صفی

کیوں نہ بزمیؔ ہوں مرے دل کی مرادیں پوری
قبلہ و کعبۂ حاجات ہیں سبحان صفی

از

قاری محمد فرقان بزمیؔ پورن پوری

# شجرہ

## سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ مینائیہ صفویہ

| | |
|---|---|
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد یار صفوی رحمۃ اللہ علیہ | وصال وفات ۱۳۶۶ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ سبحان صفی رحمۃ اللہ علیہ | سال وفات ۱۳۴۵ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبدالغفور قل ھو اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ خادم صفی صفی پوری رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۱۳/رجب المرجب ۱۳۸۷ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۲۰/جمادی الاخریٰ ۱۲۸۱ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام پیر رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۱۵/جمادی الاولیٰ ۱۲۵۱ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ افہام اللہ رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۲۱/ربیع الاول ۱۱۹۶ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۶/ربیع الاول ۱۱۶۳ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ بھولن رحمۃ اللہ علیہ | وفات یکم رجب المرجب ۱۱۰۴ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ زاہد رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۳/رمضان المبارک ۱۰۹۵ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۳/ربیع الاول ۱۰۷۵ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۱۱/شوال المکرم ۱۰۴۷ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ اکرم رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۳/ربیع الآخر ۱۰۲۶ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۲۴/رجب المرجب ۹۵۶ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ مخدوم شیخ عبدالصمد صفی پوری رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۱۹/محرم الحرام ۹۴۵ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت شاہ شیخ سعدالدین خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۱۶/ربیع الاول ۹۲۲ھ |

الٰہی بحرمت حضرت شاہ مخدوم مینا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۲۳ ر صفر المظفر ۸۸۴ھ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ مخدوم شیخ سارنگ رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۷ ر شوال المکرم ۸۵۵ھ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ صدر الدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۶ ر جمادی الاخریٰ ۸۲۷ھ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ مخدوم جلال الدین

جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ مخدوم نصیر الدین محمود

روشن چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۸ ر رمضان المبارک ۷۵۷ھ

الٰہی بحرمت حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام

الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۸ ر ربیع الآخر ۷۲۵ھ

الٰہی بحرمت شیخ شیوخ العالم بابا فرید الدین

مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ وفات ۵ ر محرم الحرام ۶۶۴ھ

الٰہی بحرمت قطب الاقطاب شیخ قطب الدین

بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۴ ر ربیع الآخر ۶۳۳ھ

الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان نائب رسول اللہ فی

الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری

المعروف بہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ وفات ۶ رجب المرجب ۶۳۲ھ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۵ ر شوال المکرم ۶۰۳ھ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۰ ر رجب المرجب ۵۸۴ھ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ وفات یکم رجب المرجب ۵۲۷ھ

الٰہی بحرمت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۳ ر رجب المرجب ۴۵۹ھ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۴ ر ربیع الآخر ۴۱۱ھ

| | |
|---|---|
| الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ | وفات یکم جمادی الآخر ۳۵۵ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۱۴ربیع الاخریٰ ۳۲۹ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۱۴محرم الحرام ۲۹۹ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۷شوال المکرم ۲۸۷ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۴شوال المکرم ۲۵۲ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۲۶جمادی الاولیٰ ۱۶۶ھ |
| الٰہی بحرمت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۳ربیع الاول ۱۸۷ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ | وفات ۲۷صفر المظفر ۱۷۷ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ | وفات یکم رجب المرجب ۱۱۰ھ |
| الٰہی بحرمت حضرت مولائے کائنات امام المشارق والمغارب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ | وفات ۲۱رمضان المبارک ۴۰ھ |
| الٰہی بحرمت سید المرسلین آقائے نامدار حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | وصال ۱۲ربیع الاول ۱۱ھ |

# شجرۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ مینائیہ صفویہ

یَا اِلٰہ العالمیں کر صاحب صدق و صفا
از طفیل انبیا و اولیا و اصفیا

کلمۂ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللہ کے طفیل
رحم کر گو معصیت میں غرق ہوں سر تا پا

یا خدا بہر محمد یار روحانی حکیم
بخش دے مرض معاصی سے مرے مولیٰ شفا

اے خداوندا طفیل حضرت سبحاں صفی
معرفت کے نور سے پر نور کر سینہ مرا

واقف سر قل ہو اللہ از پئے عبدالغفور
یا الٰہی نفس و شیطاں کی ضلالت سے بچا

ایک دم بھی تیرے ذکر و فکر سے غافل نہ ہوں
از پئے خادم صفی مقبول درگاہ خدا

بندگی مقبول ہو بہر حفیظ اللہ شاہ
گرچہ رسم بندگی سے ہوں بہت نا آشنا

یا الٰہی شہ غلام پیر صوفی کے طفیل
خادم الفقراء بنا یا خاکِ پائے اولیا

از پئے انعام اللہ شاہ و عبداللہ شاہ
پھر بھولن بھول جاؤں سب بجز ذات خدا

دولت فقر و توکل دے کے مولا کر غنی
از طفیل حضرت زاہد فقیر بے ریا

خوابِ غفلت سے ہر اک رگ کو مری بیدار کر
از طفیل خواجہ عبد الواحد حق آشنا

از پۓ شاہ عبدالرحمٰن خود سے بے خود کر مجھے
از طفیل بندگی اکرم پلا جام فنا

مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا کی حقیقت کھول دے
از طفیل بندگی شہ مبارک پارسا

معرفت کے جام سے سرشار کر سرتا قدم
از طفیل شہ صفی و سعد و مینا پارسا

دیدۂ گریاں دل بریاں عطا کر بے دریغ
از طفیل حضرت مخدوم سارنگ اولیا

محرم اسرار کر بہر شہ را جو قتال
از پۓ خواجہ جلال الحق بخاری بادشا

از پۓ خواجہ نصیر الدین کر روشن ضمیر
از پۓ خواجہ نظام الدین محبوب خدا

از پۓ بابا فرید الدین کر صاحب یقیں
از طفیل خواجہ قطب الدین قطب الاولیاء

صاف کر آئینۂ دل ماسوا کی گرد سے
از پۓ خواجہ معین الدین جان اولیا

بادۂ توحید سے سرشار کر سرتا قدم
از پۓ عثمان ہاروں مخزن جود و سخا

چشم حق بیں کر عطا بہر شریف زندنی
از طفیل خواجہ قطب الدین مودود خدا

از پئے خواجہ ابو یوسف رہوں ہر لحظہ گم
از طفیل بو محمد ناصح الدین با خدا

شہ ابو احمد ولی ابدال چشتی کے طفیل
یا الٰہی محو و مستغرق رہوں سر تا پا

بہر بو الاسحاق شامی عارف کامل بنا
از طفیل علو دینوری حقیقت آشنا

شہ ہبیرہ اور سدید الدین حذیفہ کے طفیل
یا الٰہی دولت قرب نوافل کر عطا

حب دنیا کی تمنا سے مجھے محروم رکھ
بہر ابراہیم ادہم سر گروہِ اولیا

از طفیل حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض
عالم وہم و گماں سے بے نیازی کر عطا

بہر عبدالواحد ابن زید کر مست الست
از پئے خواجہ حسن بصری سراج الاصفیاء

بس سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ کہہ کر پلا جام طہور
از طفیل ساقی کوثر علی مرتضیٰ

بے خود و سرمست کر یعنی فنا فی الذات کر
از طفیل رحمت عالم محمد مصطفیٰ ﷺ

# مزارات اولیاء اللہ پر حاضری کے آداب

عاشقان اولیاء اللہ

مزارات مبارکہ پر حاضری کے وقت اِن آداب کو ذہن نشیں رکھیں:

(۱) مزارات اولیاء اللہ پر پائینتی کی جانب باادب حاضر ہوں۔ قبر مبارک سے کچھ فاصلہ پر بائیں جانب صاحب قبر کے سینے کے مقابل کھڑے ہو کر عقیدت اور محبت سے سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِی وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اس کے بعد فاتحہ خوانی کریں۔ فاتحہ خاموشی سے پڑھنا افضل ہے۔ اس کے دو فائدے ہیں:

۱- آہستہ فاتحہ خوانی سے دل میں خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ (اعراف آیت ۵۵)

اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ۔ بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا، اعلانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ۔ (اعراف آیت ۲۰۵)

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے۔

۲- دوسرے لوگ جو ذکر و اذکار اور فاتحہ خوانی میں مشغول ہیں ان کے انہماک اور دل جمعی میں فرق نہیں آئے گا۔

(۲) مزارات کو بوسہ دینا جائز ہے۔ فقہا نے فرمایا ہے کہ احتیاط سے کام لیں۔ بہتر ہے کہ مزار کو نہ ہاتھ لگائیں اور نہ چومیں۔ اگر عقیدت اور محبت کے غلبہ میں ایسا ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

(۳) مزارات مبارکہ پر پیشانی نہ رکھیں۔ فقہاء نے منع فرمایا ہے۔

(۴) اولیا صالحین اور اللہ کے نیک برگزیدہ بندوں کے مزارات پر غلاف اور چادر شریف پیش کرنا جائز اور مستحسن ہے۔ اس کی سند بیت اللہ شریف کے غلاف مبارک سے ہے۔ انبیا علیہم السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اللہ کے گھر پر غلاف ڈالا تاکہ شعائر اللہ کی عظمت ظاہر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس "گنبد خضریٰ" کے اندر مزار اقدس پر سبز رنگ کا غلاف مبارک ہے۔ چاروں طرف سیسہ کی دیوار پر سبز غلاف ہے۔ اولیاء اللہ اور نیک برگزیدہ بندوں کا شمار شعائر اللہ میں ہے۔ شعائر اللہ کی عظمت اور توقیر کرنا مومنین کے قلوب کے تقوی کی نشانی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ (الحج، ۳۲)

بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

پھول اور پھولوں سے بنی چادر بھی مزار شریف پر پیش کرنا جائز اور باعث سعادت مندی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ آسمان اور زمین کی ہر شی اللہ تعالیٰ کی حمد اور پاکی بیان کرتی ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ۔ (الجمعہ، آیت ۱)

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

پھول اور پتیاں جاندار ہیں، یہ اللہ کی حمد وثنا کرتی ہیں۔ قبر پر پھول ڈالنے سے ذکر کی برکت سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ صاحب قبر کے مراتب میں ترقی

ہوتی ہے اور روح خوش ہوتی ہے۔ گنہ گار امت کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ یہ عمل سنت رسول سے ثابت ہے کہ آپ نے بہ نفس نفیس قبر پر کھجور کی ہری شاخ کے دو حصے کر کے لگایا ہے۔

(۵) اگربتی مزارات سے کچھ دوری پر جلائیں۔ اس سے مقصد فضا کو خوشبو سے معطر کرنا ہے۔ دنیاوی چیزوں میں اللہ کے رسول کو خوشبو پسند تھی حدیث مبارک میں آیا ہے:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُم ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّۃَ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ تمہاری دنیا میں میرے لیے تین چیزیں پسندیدہ بنادی گئی ہیں خوشبو، ازواج مطہرات اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(۶) مزارات پر روشنی کرنا جائز ہے۔ حسب ضرورت چراغاں کریں۔ سلف صالحین نے اس پر عمل کیا ہے۔ البتہ فضول خرچی سے پرہیز کریں۔ فضول خرچی کا شمار اسراف بیجا میں ہے۔

(۷) اگر حاضر ہونے والا شخص شیخ کامل کا مرید ہے، اس کا تصور کرے۔ اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ اسے تصورِ شیخ یا برزخ شیخ کہتے ہیں۔

**منجانب**

**آستانۂ عالیہ سبحانیہ، شیخن پوروہ، کمہینا، لکھیم پور کھیری**